- نماز میں قہقہہ لگانے سے نماز کے ساتھ وضو بھی ٹوٹ جائے گا۔
- امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، امام سفیان ابن عیینہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ثقہ ہیں۔
- حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تفسیر ثابت نہیں (کفایت اللہ سنابلی کو جواب)
- کتاب الآثار امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے ثابت ہے (زبیر علی زئی کو جواب)
- امام موفق بن احمد المکی رحمۃ اللہ علیہ صدوق ہے (زبیر علی زئی اور غیر مقلدین کو جواب)

ALIJMA
FOUNDATION

ناشر: الاجماع فاؤنڈیشن

حافظ مغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ) جرح وتعدیل کے میزان میں

مفتی ابن اسماعیل المدنی

مشہور محدث، حافظ العصر اور شیخ المحدثین ابو عبد اللہ علاء الدین مغلطای بن قلیج المصریؒ (م ۷۶۲ھ) کی ذات گرامی کو مجروح کرنے کے لئے متعصب غیر مقلد زبیر علی زئی نے ان پر جرح کی اور ضعیف ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔

سب سے پہلے حافظ مغلطائیؒ کی توثیق وثناء ملاحظہ فرمائے:

(۱)　محدث ابن رافعؒ (م ۷۷۴ھ) کہتے ہیں کہ "الشَّيخ الْفَاضِل الْمُحدث"۔ **(الوفیات: ج۲: ص ۲۴۵، رقم ۷۵۹)**

(۲)　امام صلاح الدین الصفدیؒ (م ۷۶۴ھ) کہتے ہیں: "الشيخ الإمام الحافظ القدوة، شيخ الحديث" اور کہتے ہیں کہ " عنده كُتب كثيرة وأصول صحيحة " ان کے پاس بہت سے کتب اور صحیح اصول تھے۔ **(اعیان العصر للصفدی: ج: ۵: ص ۴۳۳، ۴۳۵، الوافی بالوفیات: ج۷: ص۳۳)**

(۳)　حافظ ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) نے کہا: "**الشیخ، الحافظ**"۔ نیز کہتے ہیں کہ "وَقَدْ كَتَبَ الْكَثِيرَ، وَصَنَّفَ، وَجَمَعَ، وَكَانَتْ عِنْدَهُ كُتُبٌ كَثِيرَةٌ جِدًّا، رَحِمَهُ اللَّهُ"۔ **(البدایہ والنہایہ: ج۱۸: ص ۶۳۳)**

(۴)　امام ابن ناصر الدینؒ (م ۸۴۲ھ) نے کہا: " حَافظ مُتَأَخّر مَشْهُور "۔ **(توضیح المشتبہ: ج۷: ص۱۱۸)**

(۵)　امام تقی الدین مقریزیؒ (م ۸۴۵ھ) نے کہا: "الحافظ المحدث الشيخ"۔ **(السلوك لمعرفة دول الملوك: ج۴: ص ۲۵۸، ج۵: ص ۲۷۱)**

(۶)　ابن قاضی شھبۃؒ (م ۸۵۱ھ) نے کہا: " أخذ عَن مغلطاي وَغَيره من الْمُحدثين "۔ **(طبقات الشافعیہ لابن قاضی: ج۴: ص۸)**

معلوم ہوا کہ ابن قاضی شھبۃؒ کے نزدیک حافظ مغلطائیؒ (م ۷۶۲ھ) محدثین میں سے ہیں۔

(۷)　حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) نے کہا: " الشیخ، الامام، العلامہ، الحافظ المکثر، صاحب التصانیف، شیخ الشیوخ"۔ **(تبصیر المنتبہ: ج۱: ص۲، الدرر الکامنہ: ج۶: ص۱۱۶، ج۲: ص۲۵۹، تعجیل المنفعہ: ج۱: ص۲۴۲، لسان المیزان: ج۸: ص۱۲۴)** نیز کہتے ہیں

کہ" کان انتھت إلیہ رئاسۃ الحدیث في زمانہ " اور کہا" کان کثیر الاستحضار لھا متسع المعرفۃ فیھا"۔**(لسان المیزان: ج۸: ص۱۲۷،۱۲۵)**

(۸) ابن فہد المکیؒ (م۸۷۱ھ) نے کہا:" الإمام العلامۃ الحافظ المحدث المشھور "۔**(لحظ الالحاظ: ص۹۱)** نیز کہتے ہیں کہ "ولہ اتساع في نقل اللغۃ وفي الاطلاع علی طرق الحدیث"۔**(لحظ الالحاظ: ص۹۴)**

(۹) امام ابو ذر سبط ابن العجمیؒ (م۸۸۴ھ) نے کہا:" الشیخ العلامۃ الحافظ "۔(کنوز الذھب في تاریخ حلب: ج ۱: ص ۷۰)

(۱۰) حافظ سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) نے کہا:""۔**(طبقات الحفاظ للسیوطی: ص۵۳۸)** نیز کہتے ہیں کہ "وکان حافظا عارفا بفنون الحدیث، علامۃ في الأنساب"۔**(حسن المحاضرۃ: ج۱: ص۳۵۹)**

(۱۱) حافظ ابو ذرعہ العراقیؒ (م۸۲۶ھ) نے کہا:"الشیخ الامام شیخ المحدثین"۔**(الذیل علی العبر: ج۱: ص۷۰)**

(۱۲) حافظ سخاویؒ (م۹۰۲ھ) نے کہا:" الشیخ الحافظ العلامۃ"۔**(القول البدیع: ص۱۱۰، جواہر الدرر: ج۳: ص۱۲۷۵)**

(۱۳) حافظ قاسم بن قطلوبغاؒ (م۸۷۹ھ) نے کہا:" إمام وقتہ، وحافظ عصرہ "۔**(تاج التراجم: ص۳۰۴)**

(۱۴) ابو المحاسن ابن الغزیؒ (م۱۱۶۷ھ) نے کہا:" الإمام المفنن الحافظ "۔**(دیوان الاسلام: ج۴: ص۱۱۶)**

(۱۵) امام جمال الدین یوسف بن تغریؒ (م۸۷۴ھ) نے کہا:" الحافظ المفتن، الحافظ المصنف المحدّث المشھور "۔ نیز کہتے ہیں کہ " وکان لہ اطلاع کبیر وباع واسع في الحدیث وعلومہ ولہ مشارکۃ فی فنون عدیدۃ. تغمّدہ اللہ برحمتہ"۔**(النجوم الزاھرۃ: ج ۱۱: ص ۹)**

(۱۶) حافظ عراقیؒ (م۸۰۶ھ) کہتے ہیں کہ "کان عارفا بالانساب معرفۃ جیدۃ" **(الدرر الکامنۃ: ج۳: ص۳۴۳)**۔ نیز یہ بھی مروی ہے کہ:"سالہ ابن حجر عن اربعۃ تعاصروا ایھم احفظ؟ مغلطای وابن کثیر وابن رافع والحسینی؟ فاجاب: ان اوسعھم اطلاعا واعلمھم للانساب: مغلطای"۔**(تدریب الراوی: ج۲: ص۹۴۲)**

الغرض معلوم ہوا کہ ائمہ محدثین کے نزدیک حافظ مغلطایؒ (م۷۶۲ھ) مشہور امام، حافظ، فاضل، محدث، علامہ، شیخ المحدثین ہیں۔ یعنی ان کی عدالت وحالت دونوں ائمہ محدثین کے نزدیک مقبول ہے۔ لیکن اتنی عظیم شخصیت پر غیر مقلد زبیر علی زئی نے جروحات کئے ہیں، جن جوابات ملاحظہ فرمائیں:

اعتراض نمبر ا:

زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ ابن فہد المکی کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اس نے (یعنی مغلطائی نے) قدیم لوگوں کی ایک جماعت سے سماع کا دعوی کیا ،جو کہ اس سے پہلے فوت ہو چکے تھے۔مثلاً دمیاطی ،ابن دقیق العید ،ابن الصواف اور وزیرہ بنت المنہاج اور ماہر حفاظ حدیث نے اس وجہ سے واضح دلیل کے ساتھ اس پر کلام کیا ہے۔

اس جرح سے تو مغلطائی کی عدالت ہی ساقط ہوجائے گی ،کیونکہ ایسے لوگوں سے سماع کا دعوی کرنا ،جن سے سماع نہیں ہے ،کذاب لوگوں کا کام ہے۔**(مقالات ج:۴ص:۲۸۰)**

الجواب :

ابن فہد المکیؒ اور دوسرے لوگوں کے اقوال کی بنیاد ،حافظ عراقیؒ **(م ۸۰۶ھ)** کے قول پر ہے۔اور خود حافظ عراقیؒ کہتے ہیں کہ :

سألته عن اول سماعه فقال: رحلت قبل السبع مئة الى الشام فقلت هل سمعت بها شيأ؟ قال: سمعت شعرا۔

میں نے حافظ مغلطائیؒ سے ان کے پہلے سماع کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا : کہ میں نے ۷۰۰ھ سے پہلے شام کا سفر کیا تھا ،تو عراقیؒ نے پوچھا : کہ کیا آپ نے (اس سفر) میں کچھ سنا ہے ؟ تو حافظ مغلطائیؒ نے کہا کہ میں نے کچھ اشعار سنے ہیں۔**(لسان المیزان ج:۸ص:۱۲۴،واسنادہ صحیح)**

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ حافظ مغلطائیؒ نے ۷۰۰ھ سے پہلے شام کا سفر کیا تھا۔لیکن چونکہ حافظ مغلطائیؒ نے حافظ عراقیؒ کے سامنے صرف اس بات کی صراحت کی کہ میں نے اس سفر میں اشعار سنے ہیں۔تو اس سے عراقیؒ نے یہ سمجھا کہ حافظ مغلطائیؒ نے اس سفر میں حدیثوں کا سماع نہیں کیا۔

حالانکہ خود غیر مقلدین کا اصول مشہور ہے کہ ”عدم ذکر عدم شئ کو مستلزم نہیں کرتا۔**(نور العینین ص:۵۸)** اور یہ ضروری تھوڑی ہے کہ استاذ کی ہر بات اور ہر کام کا علم شاگرد کو ہونا چاہئے۔اسی طرح یہ بھی ضروری اور لازمی نہیں ہے کہ استاد اپنے تعلق سے ہر ایک بات اپنے شاگرد کو بتائے۔

مثال کے طور پر امام حسن البصریؒ (م ۱۱۰ھ) کے بارے میں ان کے شاگرد امام قتادہؒ (م ۱۱۸ھ) کہتے ہیں کہ ہمیں حسن البصریؒ نے نہیں بتایا کہ ان کی کسی بدری صحابی سے ملاقات ہوئی ہے۔**(طبقات ابن سعد ج:۷ص:۱۵۹)**

جب کہ حسن بصریؒ کہتے ہیں کہ میں نے ستر بدری صحابہ سے ملاقات کی ہے۔پھر ان کی حضرت علیؓ سے ملاقات کے ساتھ ساتھ سماع بھی ثابت ہے۔ **(الاجماع:شمارہ نمبر۳:ص۲۵۹)** اسی طرح حضرت عثمانؓ سے بھی ان کی ملاقات و سماع ثابت ہے۔**(المعجم الکبیر للطبرانی ج:۱ص:۴۳،حدیث نمبر:۱۳۱، مجمع الزوائد ج: ۹ ص: ۹۴،علل ابن المدینی ص:۵۱)**

لیکن بہرحال اس بات سے ان کے شاگردامام قتادہؒ (م ۱۱۸ھ) لاعلم تھے۔

پر سوال یہ ہے کہ کیاان کے شاگرد کے نہ جاننے کی وجہ سے حسن البصریؒ کا کسی بدری صحابی سے ملاقات اور ان کا ان سے سماع کا انکار کیا جائیگا ؟ہرگز نہیں۔

پس یہی معاملہ حافظ مغلطائیؒ کا ہے۔

جب حافظ مغلطائیؒ نے **۷۰۰ھ** سے پہلے شام کا سفر کیاتھا ،تو بہت ممکن ہے کہ اسی سفر میں انہوں نے حافظ ابن دقیق العیدؒ اور دوسرے علماء سے سماع حدیث کی ہو جبکہ اس سے حافظ عراقیؒ لاعلم تھے۔

پھر خود حافظ مغلطائیؒ نے بھی کئی مقامات پر صراحت کی ہے کہ میں نے حافظ ابن دقیق العیدؒ (م ۷۰۲ھ) سے اس حدیث کا سماع کیا ہے۔

حافظؒ **شرح ابن ماجہ ص:۲۱۸** پر کہتے ہیں کہ :

الامام تاج الدین ابو العباس احمد بن علی بن وھب القشیری المعروف بابن دقیق العید قرأعلیہ وانا اسمع۔۔۔۔۔۔۔

ص:۲۳۷ پر کہا ہے :

أنا بہ الامام تاج الدین ابن دقیق العید۔۔۔رحمہ اللہ۔۔۔اجازۃ عن الفقیہ ابی الحسن بن الحمیری۔۔۔۔۔

ص:۶۴۴ پر لکھتے ہیں کہ :

ثنا بہ ابن دقیق العید۔۔۔۔رحمہ اللہ۔۔۔قرائۃ علیہ و انا اسمع قال: اخبرنا العلامہ ابو الحسن علی بن ھبۃ اللہ الشافعی ۔۔۔۔۔۔

ص:۸۸۴ پر یہ الفاظ موجود ہیں :

وقع لنا عالیا أنبأ بہ الامام تاج الدین بن دقیق العید أنبأ ابن الحمیری ۔۔۔۔۔۔۔

ان صراحتوں سے واضح ہوتا ہے کہ صحیح اور راجح یہی ہے کہ حافظ مغلطائیؒ نے ابن دقیق العیدؒ **(م ۷۰۲ھ)** سے حدیث کا سماع کیا ہے۔واللہ اعلم اور زبیر صاحب کا اعتراض مردود ہے۔

نوٹ :

جب **۷۰۲ھ** میں انتقال ہونے والے حافظ ابن دقیق العیدؒ سے ان کا سماع ثابت ہوتا ہے ،تو پھر ان کے بعد وفات پانے والے حافظ دمیاطیؒ **(م ۷۰۵ھ)** اورامام ابو حسن ابن الصوافؒ **(م ۷۱۲ھ)** وغیرہ سے بھی خود بخود ان کا سماع ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حافظ مغلطائیؒ نے ان سے سماع کی صراحت کی ہے۔**(لسان المیزان ج:۸ص:۱۲۶)**

اعتراض نمبر۲:

زئی صاحب ابن ناصر الدین کے حوالے سے امام مغلطائیؒ کی کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ "اور اس (کتاب) کے اخیر میں جیسا کہ ابن رجب مقری نے بیان کیا : عشق بازی کا اثبات ہے ،جو (اس کے) دین کی کمزوری اور بیہودگی پر دلالت کرتا ہے۔

ثابت ہوا کہ مغلطائی ثقہ نہیں ،بلکہ غیر ثقہ تھا اور اپنی عشق معشوقی والی حرکتوں کی وجہ سے دین میں بھی بہت کمزور تھے۔**(مقالات ج:۴ص:۲۸۱)**

الجواب :

یہ اعتراض کرکے زبیر علی زئی صاحب نے کئی دوغلی پالیسی کا ثبوت دیا ہے۔

اول حافظ مغلطائیؒ کی صریح توثیق کی فرمائش کرنے والے زبیر علی زئی **(مقالات ج:۴ص:۲۷۹)** کے ذمہ تھا کہ وہ اس قول میں موجود ابن رجب المقریؒ جو کہ حافظ ابن رجبؒ **(م ۷۹۵ھ)** کے والد ہیں۔**(الدرر الکامنہ ج:۶ص:۱۱۵،۱۱۶)** ان کی صریح توثیق پیش کرتے۔

لیکن چونکہ موصوف کو صرف مغلطائیؒ پر اعتراض کرنا تھا اس لئے انہوں نے یہ قول نقل کرکے دوغلی پالیسی کا ثبوت دیا ہے۔

لہذا اب اہل حدیث حضرات سے گزارش ہے کہ وہ یہ تو ابن رجب کے والد کی صریح توثیق پیش کرے یا تسلیم کریں کہ آپ کے محدث العصر نے دوغلی پالیسی کا ثبوت دیتے ہوئے حافظ مغلطائیؒ پر بیجا اعتراض کیا ہے۔

دوم　　یہ کہ ہمیشہ صحیح سند کا مطالبہ کرنے والے زبیر علی زئی صاحب نے ابن ناصر الدین سے ابن رجبؒ کے والد تک کی کوئی صحیح سند پیش نہیں کی اور یہ بھی شاید اس وجہ سے کیونکہ موصوف کو صرف مغلطائیؒ پر اعتراض کرنا تھا۔واللہ اعلم (اللہ ان کی غلطی کو معاف فرمائے۔۔۔آمین)

لہذا یہاں بھی اہل حدیث حضرات سے گزارش ہے کہ وہ ابن رجب کے والد کے اس قول کی کوئی صحیح سند پیش کریں۔

سوم　　یہ کہ اشعار بیان کرنے سے غیر مقلدین،بلکہ خود زبیر صاحب کے نزدیک مغلطائیؒ پر جرح ثابت نہیں ہوتی۔

چنانچہ زبیر علی زئی صاحب نعیم بن حماد کا دفاع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ :کسی محدث کا بے اصل روایت بیان کرنا ،اس محدث کے مجروح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ابن ماجہ ،خطیب بغدادی،ابونعیم اصبہانی وغیرہ نے متابعت بے اصل بلکہ موضوع روایت بیان کی ہے ،ان روایات میں جرح دوسرے راویوں پر ہوتی ہے ،نہ کہ ان محدثین پر۔

لہذا نعیم کی بیان کردہ بے اصل روایت کے بے اصل ہونے کی وجہ اوپر کے راوی ہیں ،نہ کہ نعیم۔**(مقالات ج:۱ص:۴۵۲)**

جب زبیر علی زئی کے نزدیک موضوع یا بے اصل روایت بیان کرنے سے ،بیان کرنے والے راوی کا ضعیف ہونا ثابت نہیں ہوتا ،بلکہ اس کے ذمہ دار اوپر کے راوی ہوتے ہیں۔

تو پھر انہی کے اصول سے اشعار نقل کرنے سے بھی حافظ مغلطائیؒ کا ضعف بھی ثابت نہیں ہوگا ،کیونکہ اس کے ذمہ دار بھی اوپر کے راوی ہیں۔ لیکن زبیر صاحب کو صرف حافظ مغلطائیؒ پر جرح کرنی تھی اس لئے اپنا ہی اصول بھول گئے۔

الغرض حافظ مغلطائیؒ پر زبیر علی صاحب کی جرح مردود ہے۔

اعتراض نمبر۳:

زبیر صاحب کہتے ہیں کہ بعض علماء نے ان کے اوہام ،برے حافظے اور غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔**(نور العینین ص:۸۷،مقالات ج:۴ص:۲۷۹،۲۸۰)**

الجواب:

یہ تمام جروحات اصول جرح وتعدیل کی روسے مردود ہے۔

اس کا تعلق حافظ مغلطائیؒ کی ذات سے بالکل بھی نہیں ہے ،بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ حافظ مغلطائیؒ نے حافظ مزیؒ **(م۷۴۲ھ)** کی تہذیب الکمال پر **"اکمال تہذیب الکمال"** کے نام سے حاشیہ لگایا اور اس میں حافظ مزیؒ کی کئی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے۔

اسی طرح حافظ ابن الصلاحؒ **(م۶۴۳ھ)** کی مشہور کتاب 'مقدمہ ابن الصلاح 'پر بھی انہوں نے **"اصلاح ابن الصلاح"** کے نام سے کام کیا اور اس میں بھی ابن الصلاحؒ کے اوہام کا تعاقب کیا ہے۔

اب حافظ مغلطائیؒ کو اصول[22] کے ذریعے ان کتب میں جو جو غلطیاں،اوہام نظر آئی ،اس پر انہوں نے دلائل کے ساتھ تنبیہ فرمائی۔ لیکن جن جن علماء کو حافظ مغلطائیؒ کی بات سے اتفاق نہیں ہوا ،انہوں نے حافظ مغلطائیؒ کی کتب کے بارے میں کہا کہ ان میں مغلطائیؒ کو بہت سے اوہام ہوئے ہیں ،یعنی ان تعاقبات میں حافظ مغلطائیؒ کو وہم اوار غلطی ہوئی ہے۔

اکمال تہذیب الکمال کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ کے الفاظ یہ ہیں :

العلامة شیخ الشیوخ علاء الدین مغلطائی وضع علیه کتابا سماه اکمال تهذیب الکمال تتبع فیه مافانه من رواة الشخص الذی یترجم فیه ومن شیوخه ومن الکلام فیه من مدح وقدح وما ظهر له مما یرد علی المزی من تعقب وجاء کتابا کبیرا یقرب حمه من حجم التهذیب وقفت علیه بخطه وفیه له اوهام کثیرة۔(تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمة الاربعة ص:۲۴۲)

---

[22] یاد رہے کہ امام صلاح الدین الصفدیؒ **(م۷۶۴ھ)** نے واضح کیا ہے کہ حافظ مغلطائیؒ کے پاس صحیح اصول تھے ،جس کا حوالہ پہلے گزر چکا۔

اصلاح ابن الصلاح کے بارے میں حافظؒ کے الفاظ یہ ہیں :

عمل فی فن الحدیث اصلاح ابن الصلاح فیہ تعقبات علی ابن الصلاح اکثرھا غیر وارد ,او ناشئ عن وھم او سوء فھم۔(لسان المیزان ج:۸ص:۱۲۴)

یہاں پر بات یہ نہیں، حافظ مغلطائیؒ کا تعاقب درست تھا یا دوسرے علماء کی ان سے نااتفاقی ظاہر کرنا صحیح تھا۔بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کیا اس قسم کے خاص اعتراضات سے حافظ مغلطائیؒ کی ذات علی الاطلاق مجروح قرار دی جائے گی ؟

کیا کسی راوی پر خاص قسم کے واقعے کی وجہ سے

یا مخصوص باب

یا اس کے کسی مشہور قصے

یا کسی خارجی پہلو

یا خارجی اسباب وغیرہ پر اعتراض کی وجہ سے اس کی ذات علی الاطلاق ،کلی طور پر مجروح قرار دیا جائے گا ،جبکہ اس کی ثناء وتعریف ائمہ محدثین سے ثابت ہو ؟

حالانکہ کہ خود غیر مقلدین بھی مانتے ہے کہ ایسی جرح قابل قبول نہیں ہوگی۔مثلاً :

۱) محمد بن اسحق ؒ **(م۱۵۰ھ)** پر امام مالکؒ کی جرح کا جواب دیتے ہوئے غیر مقلدعالم ارشاد الحق اثری صاحب کہتے ہیں کہ "امام مالکؒ نے ابن اسحقؒ کی احادیث پر کلام نہیں کیا ،اور جوانہیں دجال یا کذاب کہاہے ،تو اس کا سبب ان کے مابین نفرت اور آپس کی ناراضگی کا پایاجانا ہے۔اور آگے اثری صاحب کہتے ہیں کہ ایسی جرح بالاتفاق قابل سماعت نہیں (سننے کے قابل نہیں ہوتی)" ۔**(توضیح الکلام ص:۲۲۸)**

دیکھئے غیر مقلد عالم ارشاد الحق اثری صاحب یہ بتانا چاہ رہے ہیں کہ ابن اسحقؒ پر احادیث کی وجہ سے کلام نہیں بلکہ خارجی اسباب کی وجہ سے ہے ،جو کہ بالاتفاق سننے کے لائق بھی نہیں ہے۔

۲) عبدالحمید بن جعفر پر سفیان ثوریؒ نے جرح کی ہے،جس کے جواب میں زبیر علی زئی صاحب تحریر کرتے ہیں کہ سفیان ثوری کی جرح مسئلہ تقدیر کی وجہ سے تھی ،جس کی تردید حافظ ذہبیؒ نے سیر اعلام النبلاء میں مسکت انداز میں کردی

ہے۔ صحیحین وغیرہ میں ہی ایک جماعت کی احادیث ہیں جن پر قدری وغیرہ کا الزام ہے۔ کیا ان کی حدیث رد کردی جائے گی ؟ **(نورالعینین ص:۱۰۸)**

غور فرمایئے! زبیر علی زئی صاحب خود بھی خارجی اسباب کی وجہ سے ہونے والی جرح کو مردود قرار دے رہے ہیں لیکن شاید وہ یہی بات امام مغلطائیؒ کے بارے میں بھول گئے۔

۳) علی ابن الجعد ،امام بخاریؒ کے استاذ ہیں،ان پر صحابی کے بارے میں کلام کرنے کا الزام ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ امام مسلمؒ نے آپ سے روایت نہیں لی۔لیکن بہر حال البانی صاحب اور غیر مقلدین کی ایک جماعت انہیں ثقہ مانتی ہے۔ **(ارواء الغلیل ج:۲ص:۱۲۳،مسند سراج بتحقیق ارشاد الحق اثری ج:۱ص:۳۹۱،نثل النبال ج:۲ص:۵۳۰،نشر الصحیفہ للمقبل ص:۵۸)**

الغرض جب غیر مقلدین کے نزدیک ان راویوں پر خارجی اسباب کی وجہ سے ہونے والی جرح مردود ہوسکتی ہے ،تو پھر حافظ مغلطائیؒ نے کیاقصور کیا کہ ان پر خارجی اسباب سے ہونے والی جرح کیوں مردود نہیں ہوسکتی ؟جب کہ ان کہ توثیق وثناء ائمہ محدثین سے ثابت ہے۔

لہذا زبیر صاحب کا اعتراض خود ان کے اصول سے مردود ہے اور تحقیق اور یقین کے لحاظ سے راجح یہی ہے کہ حافظ مغلطائیؒ ثقہ،صدوق ،حافظ اور شیخ المحدثین ہیں۔

امام موفق بن احمد المکی الخوارزمیؒ (م ۵۶۸ھ)[صاحب مناقب امام ابو حنیفہ] صدوق ہیں۔

مولانا نذیر الدین قاسمی

امام ابو المؤید موفق بن احمد المکی الخوارزمیؒ (م ۵۶۸ھ) صدوق اور حسن الحدیث ہیں۔

آپؒ کی توثیق و ثنا درج ذیل ہیں:

امام ابو سعد السمعانیؒ (م ۵۶۲ھ) اور امام ابن دبیثیؒ (م ۶۳۷ھ) ان کو خطیب بارع ادیب فاضل قرار دیتے ہیں۔ **(المختصر المحتاج الیہ من تاریخ ابن الدبیثی للذھبی ص: ۳۴۹)** امام جمال الدین ابو الحسن القفطیؒ (م ۶۴۶ھ) ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ **"ادیب فاضل لہ معرفۃ تامۃ بالادب و الفقہ"** امام موفق ابن احمدؒ ادیب ہیں فاضل ہیں اور ان کو ادب اور فقہ میں مکمل معرفت حاصل ہیں۔ **(انباہ الرواۃ علی انباہ النحاۃ ج:۳ ص:۳۳۲)** علامہ حاجی خلیفہؒ (م ۱۰۶۷ھ) انہیں شیخ، امام، فقیہ، فاضل ادیب اور شاعر کہتے ہیں۔ **(سلم الوصول الی طبقات الفحول ج:۳ ص:۳۰۶)** حافظ صلاح الدین الصفدیؒ (م ۷۶۴ھ) کہتے ہیں کہ **"کان متمکنا فی العربیۃ، غزیر العلم فقیھا فاضلا ادیبا شاعرا"** موفقؒ عربی میں بلند رتبے والے تھے، علم کے گہرے تھے، فقیہ فاضل، ادیب اور شاعر تھے۔ **(بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین و النحاۃ ج:۲ ص:۳۰۸)** حافظ ذہبیؒ کہتے ہیں کہ **"ابو المؤید المکی العلامۃ خطیب خوارزم کان ادیبا فصیحا مفوھاً۔" (تاریخ الاسلام ج:۱۲ ص:۴۰۰)**

یہ الفاظ امام موفق بن احمد المکیؒ (م ۵۶۸ھ) کے صدوق ہونے کے لئے کافی ہے۔ اور غیر مقلدین اہل حدیث کے اصول سے بھی امام موفق بن احمدؒ صدوق ہیں۔

چنانچہ زبیر علی زئی صاحب ایک راوی کی تحقیق میں کہتے: عباس بن یوسفؒ (م ۳۱۴ھ) کے متعلق خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا: وہ نیک اور دیندار تھے۔ ان سے ان کے شاگردوں کی ایک جماعت نے روایات بیان کی ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر کوئی جرح نہ ہو، تو اس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے۔ بلکہ علم، فقاہت، نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔ **(اضواء المصابیح ص:۲۵۱)**

اسکین:

أضواء المصابيح — 251

تحقیق الحدیث: اس کی سند ضعیف ہے لیکن حدیث صحیح ہے۔
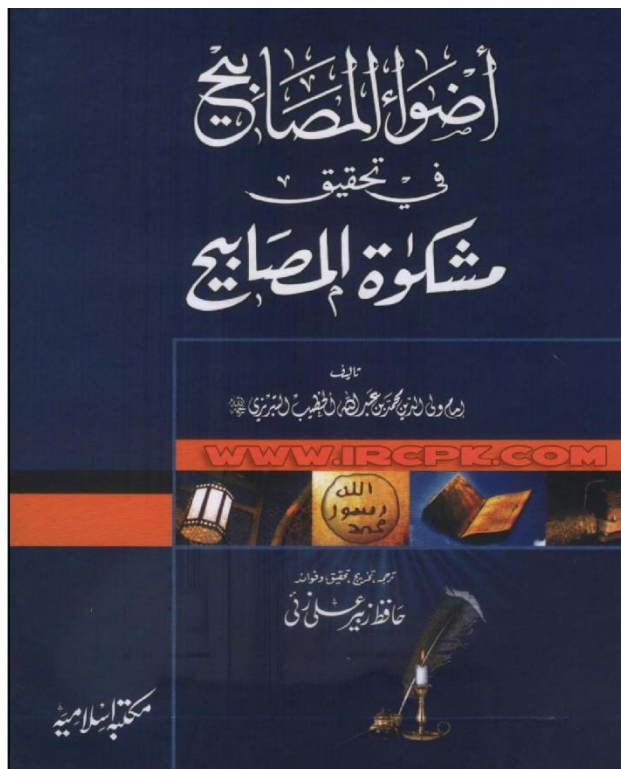
یہ روایت دو وجہ سے ضعیف ہے:

① مرسل ہے۔

② ابو ہمام (راوی) کا تعین نامعلوم ہے۔ شعب الایمان (طبع جدید) کے محقق مختار احمد ندوی نے ابو ہمام کو ابو ہشام (محمد بن نصر بن سعید الکرمانی) قرار دے کر کہا: مجھے اس کے حالات نہیں ملے۔ (ج ۱۲ ص ۵۷ ح ۹۰۱۸)

امام ابو بکر محمد بن الحسین الآجری (متوفی ۳۶۰ھ) نے کہا: "حدثنا أبو الفضل العباس ابن يوسف الشكلي قال: حدثنا أحمد بن سفيان المصرى قال: حدثنا يحي ابن عبدالله بن بكير المخزومي قال: حدثنا الليث بن سعد قال: حدثني هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ:

((من وقر صاحب بدعة فقد أعان على هدم الإسلام .)) "

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی بدعتی کی عزت کی تو اس نے اسلام کو گرانے میں مدد کی۔ (کتاب الشریعۃ طبع جدید ص ۹۶۲ ح ۲۰۴۰)

اس حدیث کے راویوں کا مختصر تعارف درج ذیل ہے:

① ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

② عروہ بن الزبیر: ثقة فقيه مشهور . (تقریب التہذیب: ۴۵۶۱)

③ ہشام بن عروہ: ثقة إمام في الحديث . (کتاب الجرح والتعدیل ۹/۶۴)
وهو بريئ من التدليس .

④ لیث بن سعد: ثقة ثبت فقيه إمام مشهور . (تقریب التہذیب: ۵۶۸۴)

⑤ یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر: ثقة في الليث إلخ . (تقریب التہذیب: ۷۵۸۰)

⑥ احمد بن سفیان النسائی: صدوق مصنف . (تقریب التہذیب: ۴۲)

⑦ عباس بن یوسف الشکلی: مقبول الرواية . [اس کی روایت مقبول ہے]

(تاریخ الاسلام للذہبی ۲۳/۴۷۹، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۷۳)

ذہبی اور صفدی کی توثیق کے بعد عرض ہے کہ عباس بن یوسف مذکور (متوفی ۳۱۴ھ) کے بارے میں خطیب بغدادی اور ابن الجوزی نے کہا: "و كان صالحًا متنسكًا "اور وہ نیک، دیندار تھے۔ (تاریخ بغداد ۱۲/۱۵۳، ۱۵۴ ت ۶۶۲۳، المنتظم ۱۳/۲۵۷)

ان سے شاگردوں کی ایک جماعت نے حدیثیں بیان کی ہیں۔ تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر جرح نہ ہو تو اُس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے بلکہ علم، فقاہت، نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ ایسے شخص کی حدیث حسن کے درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے۔

حافظ ذہبی اور علامہ صفدی کی واضح توثیق کے بعد شیخ البانی کا عباس بن یوسف کی وجہ سے اپنے سلسلہ ضعیفہ (ح ۱۸۶۲) میں

اعتراض نمبر ۱:

امام موفق بن احمدؒ پر اعتراض کرتے ہوئے اور دوغلی پالیسی کا ثبوت دینے میں مشہور زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ موفق بن احمد معتزلی اور رافضی ہونے کی وجہ سے مجروح ہے، لہذا اس کی ساری کتاب ناقابل اعتماد ہے۔ **(مقالات ج:۴ص:۳۲۳)**

الجواب:

زبیر علی زئی صاحب کا انہیں معتزلی اور رافضی کہنے کی وجہ، امام کردریؒ کا قول ہے، چنانچہ ان کا قول یہ ہے کہ وہ معتزلی تھے اور علی رضی اللہ کو تمام صحابہ پر فضیلت دیتے تھے۔ **(مقالات ج:۴ص:۳۲۲)**

اس پر کئی سوالات کھڑے ہوتے ہیں اور کچھ باتیں ذہن میں آتی ہیں:

اولاً کیا غیر مقلدین اور زبیر علی صاحب کے نزدیک امام کردریؒ ثقہ ہیں؟

دوم یہ کہ بہت سے علماء نے امام موفقؒ کا ذکر کیا، ان کی تعریف و ثنا فرمائی ہے، جس کی تفصیل اوپر گزر چکی۔ لیکن کسی نے بھی انہیں معتزلی قرار نہیں دیا، سوائے امام کردری کے؟

لہٰذا ایسی صورت میں بھی کیا امام کردریؒ کا قول غیر مقلدین کے نزدیک قابل حجت ہے؟

سوم یہ کہ کیا غیر مقلدین اور علی زئی کے نزدیک معتزلی ہونا جرح ہے؟ جبکہ خود زبیر علی زئی صاحب کے مطابق صحیحین وغیرہ میں ہی ایک جماعت کی احادیث ہیں، جن پر قدری وغیرہ ہونے الزام ہے۔

کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟ **(نور العینین ص:۱۰۸)**

اسکین:

108 نور العینین فی اثبات رفع الیدین

زیلعی حنفی نے کہا: "و لکن وثقه أکثر العلماء" یعنی اسے اکثر علماء نے ثقہ قرار دیا ہے انتہیٰ۔
[نصب الرایہ ۱/۳۴۴ (اس کے بعد زیلعی نے جو "أنه غلط في هذا الحديث" کے الفاظ لکھے ہیں، وہ دو وجہ سے مردود ہیں: ① یہ جمہور کے خلاف ہیں۔ ② وہ دوسری حدیث ہے ہماری پیش کردہ حدیث نہیں ہے۔]
لہٰذا عبدالحمید مذکور ثقہ ہے۔

ابو حاتم، نسائی اور یحییٰ بن سعید کی جرح ان کی تعدیل سے متصادم ہے، لہٰذا ساقط ہے۔ حافظ ذہبی عبدالرحمٰن بن ثابت بن الصامت کے ترجمہ میں حافظ ابن حبان کے دو متضاد قول نقل کرتے ہیں، ایک میں اسے ضعیف اور دوسرے میں اسے ثقہ کہا گیا ہے اور فیصلہ کرتے ہیں: "فساقط قولاه" ابن حبان کے دونوں متضاد قول ساقط ہو گئے ہیں۔
[میزان الاعتدال ۲/۵۵۲]

سفیان الثوری کی جرح مسئلۂ تقدیر کی وجہ سے تھی جس کی تردید حافظ ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" (۷/۲۱) میں مسکت انداز میں کر دی ہے۔ صحیحین وغیرہ ہی میں ایک جماعت کی احادیث ہیں جن پر قدری وغیرہ کا الزام ہے۔ (مثلاً قتادہ تابعی وغیرہ) کیا ان کی حدیث رد کر دی جائے گی؟ دیدہ باید!

ابو جعفر الطحاوی کی جرح کو احمد بن الحسین البیہقی نے مردود قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر کا وہ مقام نہیں کہ امام احمد بن حنبل وغیرہ کی صاف اور واضح توثیق کے مقابلے میں ان کی شاذ بات کو قبول کیا جائے۔
(بشرطیکہ ان کے قول کو جرح پر محمول کیا جائے ورنہ ان کا قول جرح نہیں ہے۔)

اسی لیے حافظ ذہبی لکھتے ہیں: "احتج به الجماعة سوى البخاري و هو حسن الحديث" ایک جماعت نے اس کے ساتھ حجت پکڑی ہے (سوائے امام بخاری کے) اور وہ حسن الحدیث ہے۔ [سیر اعلام النبلاء ۷/۲۲]

(امام بخاری نے بھی اس کی حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ کما تقدم، لہٰذا وہ ان کے نزدیک صحیح الحدیث ہے۔) [نیز دیکھئے یہی کتاب ص ۲۴۹۔۲۵۰]

حافظ ابو حاتم بن حبان لکھتے ہیں:
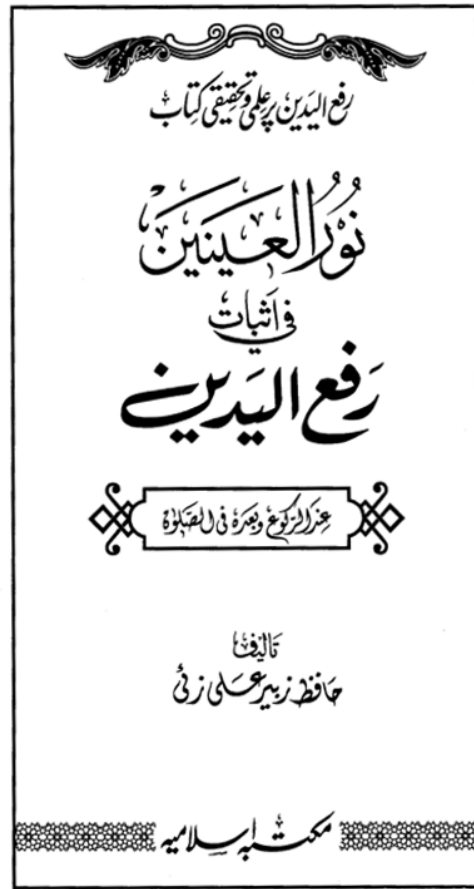
اپنی پسند کے راوی کا دفاع اور مخالف کے راوی پر جرح اور یہ زئی صاحب کی دوغلی پالیسی نہیں ہے، بلکہ ان کی تحقیق ہے؟ **(اللہ ان کی غلطی کو معاف فرمائے۔۔ آمین)**

چہارم یہ کہ کیا غیر مقلدین اور علی زئی صاحب کے پاس کسی سلف یا محدث کا حوالہ موجود ہے، کہ اگر کوئی صرف علیؓ کو تمام صحابہ پر فضیلت دے، تو رافضی ہو جائیگا؟

عجیب بات ہے کہ علی بن الجعدؒ زئی صاحب کے نزدیک صحابہ پر کلام کرنے والے تھے۔ **(امین اوکاڑوی کا تعاقب ص:۶۵)** لیکن پھر بھی ان کے نزدیک ثقہ ہیں۔ حالانکہ امام موفقؒ بھی ائمہ اور علماء کے نزدیک امام شیخ، علامہ، فاضل، ادیب، شاعر اور خطیب تھے، جو کہ خود زئی صاحب کے اصول **–" تیسری صدی ہجری کے بعد مشہور عالم پر اگر جرح نہ ہو تو اس کی توثیق کی صراحت ضروری نہیں ہے ۔بلکہ علم فقاہت نیکی اور دینداری کے ساتھ مشہور ہونے کا یہی مطلب ہے کہ کہ ایسے شخص کی حدیث حسن درجے سے کبھی نہیں گرتی اور اس کا مقام کم از کم صدوق ضرور ہوتا ہے "** سے صدوق اور حسن الحدیث ثابت ہوتے ہیں۔

پھر یہ بھی ذہن میں رہے کہ زبیر علی صاحب نے لکھا کہ جس راوی کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہو جائے، اس کا قدری، خارجی، معتزلی، جہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے۔ **(نور العینین ص:٦٣)**

اسکین:

نور العینین فی رفع الیدین 63

10- معمولی جرح

جس ثقہ یا صدوق عند الجمہور راوی پر معمولی جرح یعنی یہم، لہ اوہام، یخطئ وغیرہ ہو تو اس کی منفرد حدیث (بشرطیکہ ثقات کے خلاف نہ ہو اور محدثین نے خاص اس روایت کو ضعیف وغیرہ نہ کہا ہو تو) حسن ہوتی ہے۔

جو کثیر الغلط، کثیر الاوہام، کثیر الخطاء اور سئی الحفظ وغیرہ (راوی) ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

11- مسلکی تفاوت صحت حدیث کے خلاف نہیں

مثلاً جس راوی کا ثقہ وصدوق ہونا ثابت ہو جائے، اس کا قدری، خارجی، شیعی، معتزلی، جہمی اور مرجی وغیرہ ہونا صحت حدیث کے خلاف نہیں ہے بشرطیکہ وہ اپنی بدعت کی طرف داعی وداعیہ نہ ہو اور اس کی بدعت بالاجماع مکفرہ نہ ہو۔

[نیز دیکھئے احسن الکلام، مصنفہ مولوی سرفراز صفدر صاحب دیوبندی ج ا ص ۳۰]

[تنبیہ: راجح قول یہی ہے کہ اگر راوی ثقہ وصدوق عند الجمہور ہو تو اس کی غیر معلول روایت مطلقاً مقبول ہے چاہے وہ اپنی بدعت کی طرف دعوت دینے والا داعی ہو یا نہ ہو۔]
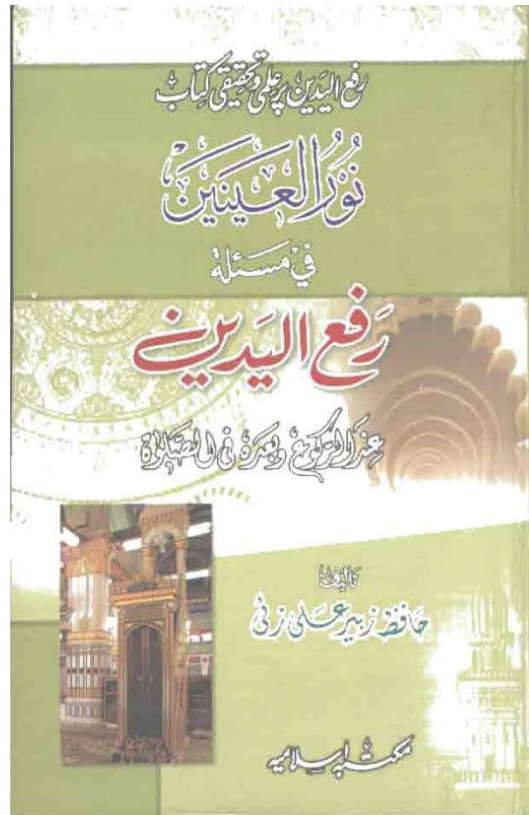
لیکن افسوس وہ زئی صاحب کے نزدیک صرف معتزلی اور خود ساختہ رافضی ہونے کی وجہ سے مجروح ٹھہرے۔

دوغلی پالیسی اور مسلکی تعصب کی بھی حد ہوتی ہے۔ الغرض زبیر صاحب کا امام موفق بن احمدؒ کو مجروح کہنا خود ان کے اصول سے باطل و مردود ہے۔

نوٹ:

امام حاکمؒ پر رافضی ہونے کا الزام ہے، جس کا جواب دیتے ہوئے زبیر علی زئی صاحب کہتے ہیں کہ حاکم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ، اور سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب لکھے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شیعہ ان صحابہ کی فضیلت کا خیال ہو، بلکہ شیعہ تو ان صحابہ کو برا کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ **(نور العینین ص:۴۳۰)**

اسکین:

نور العینین فی اثبات رفع الیدین 430

۳ حاکم کی کتابوں مثلاً مستدرک وغیرہ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ شیعہ نہیں بلکہ سنی تھے۔ تفصیلی حوالوں کے لئے دیکھئے میری کتاب: توضیح الاحکام (فتاویٰ علمیہ ج۱ص۲ ۵۷۔ ۵۷۸) اور المستدرک (۸۰/۳ قبل ح ۴۴۷۷ ومن مناقب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ)

ماسٹر امین اوکاڑوی دیوبندی نے امام حاکم کے بارے میں لکھا ہے کہ ''جس کو تذکرۃ الحفاظ میں رافضی خبیث لکھا ہے۔'' (تجلیات صفدر ج۲ص۲۵۹)

عرض ہے کہ اوکاڑوی کی یہ جرح چار وجہ سے مردود اور باطل ہے:

۱: تذکرۃ الحفاظ للذہبی میں محمد بن طاہر المقدسی سے منقول ہے کہ میں نے ابو اسماعیل الانصاری سے حاکم کے بارے میں پوچھا تو انھوں نے فرمایا: ''ثقة في الحديث، رافضي خبيث'' وہ حدیث میں ثقہ تھے، رافضی خبیث تھے۔ (ج۳ص۱۰۴۵ ت۹۶۲)

یہ جرح محمد بن طاہر سے باسند صحیح ثابت نہیں ہے۔

۲: یہ جرح جمہور کی توثیق کے مقابلے میں ہونے کی وجہ سے مردود ہے۔

۳: حاکم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ، سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب لکھے ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی شیعہ ان صحابہ کی فضیلت کا قائل ہو، بلکہ شیعہ تو ان صحابہ کو بُرا کہتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)

۴: اوکاڑوی کے استاد اور حیاتی دیوبندیوں کے ''امام'' سرفراز خان صفدر دیوبندی نے امام حاکم کے بارے میں لکھا ہے کہ ''یہ وہی امام ہیں جن کو الحاکم کہتے ہیں۔ اور جن کی کتاب مستدرک شائع ہو چکی ہے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ وہ الحافظ الکبیر اور امام المحدثین تھے (تذکرۃ الحفاظ ۳ص۲۲۷)'' (احسن الکلام ج۱ص۱۰۴، دوسرا نسخہ ج۱ص۱۳۴۔۱۳۵)

اوکاڑوی پارٹی کی خدمت میں عرض ہے کہ اگر جمہور محدثین کی تحقیق آپ لوگ نہیں مانتے تو اپنے خود ساختہ ''امام اہلِ سنت'' کی تحقیق ہی مان لیں۔!

۳) امام ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن احمد الزاہد الصفار الاصفہانی رحمہ اللہ کی توثیق وتعریف دس محدثین وعلماء سے پیشِ خدمت ہے:
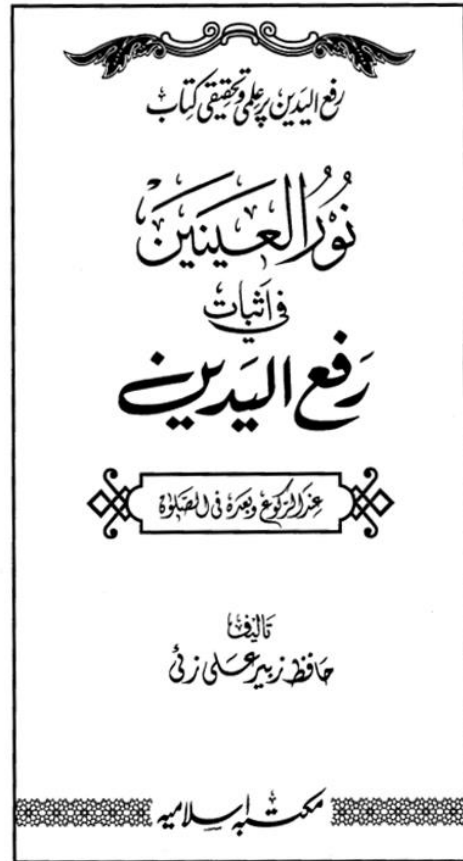
اسی طرح امام عبد الرزاق الصنعانیؒ (م ۲۱۱ھ) پر تشیع کے جواب میں موصوف نے ثابت کیا کہ امیر معاویہؓ اور ابو ہریرہؓ کی حدیث پر عبد الرزاقؒ کا عمل ہے اور پھر کہتے ہیں کہ سیدنا معاویہؓ اور سیدنا ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنے والے شیعہ پوری دنیا میں کہیں نہیں ملے گی۔ چاہے چراغ کے بجائے آفتاب کے ذریعے سے ہی تلاش کیا جائے۔ **(مقالات ج:۱ص:۴۱۰)**

اسکین:

410 | مقالاتؒ

ہے کہ میں ان سے محبت کرتا ہوں، اللہ ان سے راضی ہو اور ان سب پر اللہ کی رحمت ہو۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۳۰، وسندہ صحیح، کتاب العلل ومعرفۃ الرجال لعبد اللہ بن احمد بن حنبل ۱/۲۵۶ ح ۱۴۶۵، وسندہ صحیح)

اس سنہری قول سے معلوم ہوا کہ امام عبد الرزاق شیعہ نہیں تھے بلکہ انھوں نے تشیع یسیر سے بھی رجوع کر لیا تھا کیونکہ اس قول میں وہ چاروں خلفائے راشدین کی ترتیب اور اُن سے محبت کے قائل ہیں۔ جو شخص اس سنہری قول کے باوجود عبد الرزاق کو شیعہ شیعہ کہنے کی رٹ لگاتا ہے اس کا علاج کسی دماغی ہسپتال سے کرانا چاہئے۔

تنبیہ (۱): تشیع یسیر سے بھی عبد الرزاق کا رجوع ثابت ہے۔ ابو مسلم البغدادی الحافظ (ابراہیم بن عبد اللہ الکجی البصری) نے امام احمد سے نقل کیا کہ عبد الرزاق نے تشیع سے رجوع کر لیا تھا۔ دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۳۸/۲۹ وسندہ حسن)

اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ امام عبد الرزاق نے اپنی سند کے ساتھ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بیان کی اور فرمایا:

''وبہ نأخذ'' اور ہم اسی کو لیتے ہیں۔ (مصنف عبد الرزاق ج ۳ ص ۳۳۹ ح ۵۵۳۳ دوسرا نسخہ: ۵۵۵۱)

انھوں نے ایک حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور کہا: ''وبہ نأخذ'' اور ہم اسی کو لیتے ہیں یعنی اسی کے قائل ہیں۔ (مصنف عبد الرزاق ۳/۹۷ ح ۴۳۹۳ [۶۳۳۰])

سیدنا معاویہ اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کی بیان کردہ احادیث پر عمل کرنے والا شیعہ (!) ساری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا، چاہے چراغ کے بجائے آفتاب کے ذریعے سے ہی تلاش کیا جائے۔

تنبیہ (۲): جن روایات میں عبد الرزاق کا شدید تشیع مروی ہے اُن میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہے۔ مثلاً ایک روایت میں آیا ہے کہ عبد الرزاق سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتے تھے۔ دیکھئے تاریخ بغداد للخطیب (۱۴/۳۴۷ ت ۷۷۸۸ وتاریخ دمشق لابن عساکر ۳۸/۱۲۹)
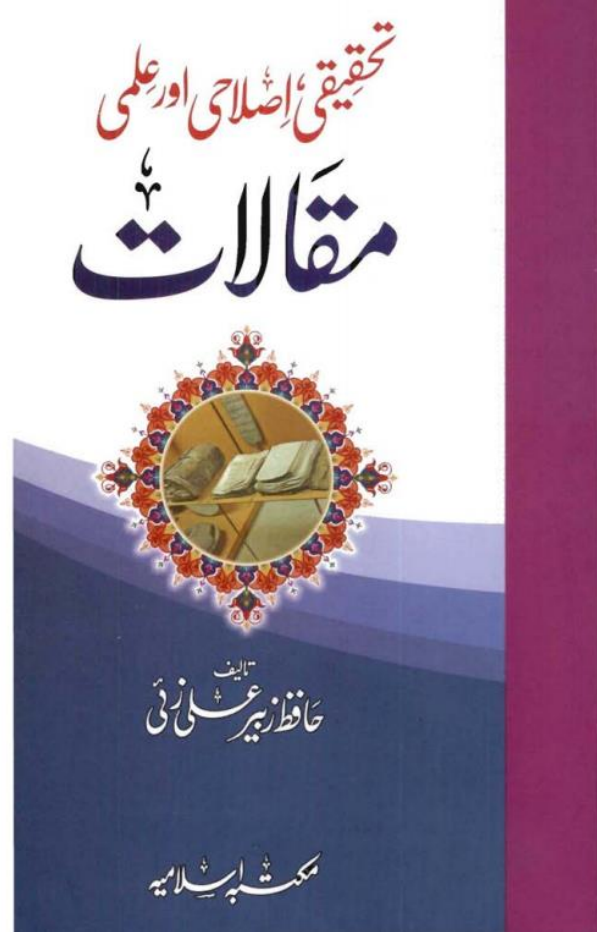
ان عبارتوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ زبیر علی زئی صاحب کے نزدیک، جب کوئی راوی کسی فرقے کی مخالفت کرے، تو وہ راوی اس فرقے کا ہرگز نہیں ہوتا۔

حالانکہ زبیر علی زئی صاحب اپنا یہی اصول امام موفق بن احمد المکیؒ کے بارے میں یاد رکھتے تو وہ مکیؒ پر ہرگز معتزلی ہونے کا اعتراض نہ کرتے۔ کیونکہ امام موفق بن احمدؒ المکی نے عقیدہ خلق قرآن کے مسئلے میں امام ابو حنیفہؒ کا دفاع کیا اور ثابت کیا کہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک قرآن مخلوق نہیں ہے۔ **(مناقب للمکی: ص ۴۶۵)** اسکین ملاحظہ فرمائے

مناقب الإمام الأعظم ... للموفق ٤٦٥

بآثار وفقه في حديث كآيات الزبور على الصحيفة
فما ان بالعراق له نظير ولا بالمشرقين ولا بكوفه

وبه قال حدثنا صالح بن أحمد بن يعقوب البلخي سمعت ابي يقول سئل ابو مقاتل حفص بن سلم وهو امام اهل سمرقند وانا حاضر عن القرآن فقال القرآن كلام الله غير مخلوق ومن قال غير هذا فهو كافر فقال له ابنه سلم يا ابت هل تخبر عن ابي حنيفة في هذا بشيء قال نعم ان ابا حنيفة على هذا عهدي به ولو علمت منه غير هذا لم اصحبه وكان ابو حنيفة امام الدنيا في زمانه فقهاً وعلمًا وورعاً وكان ابو حنيفة محنه به ان يعرف اهل البدع من اهل الجماعة ولقد ضرب بالسياط ثم قرأ حفص هذا الشعر:

فقال

اذا ما الناس يوماً قايسونا بآبدة من الفتيا طريفه
اتيناهم بمقياس عتيد مبين من طراز ابي حنيفه
طراز ليس من غنم وقطن وكتان يحاك ولا قطيفه
تذل له المقائس حين تبنى وتدحض عنده الحجج الضعيفة
لأن ابا حنيفة كان بحراً بعيد الغور فرضته نظيفه
روى الآثار عن نبل ثقات غزار العلم مشيخةً حصيفه
فقاس مقائساً اعيت قضاة بمنظرة وتبصرة لطيفه
ولم يقس الامور على هواه ولكن قاسها بتقى وخيفه
فاوضح للخلائق مشكلات نوازل كن قد تركت وقيفه
بآثار اتته عن سراة من الماضين مسندة عريفة
فمن يحكم حكومته يوفق لقصد غير جائرة محيفة
وقول الناقضين عليه فيها كهبط قطا بأجنحة نتيفه

انبأني الحافظ ابو الفضل محمد بن ناصر بن محمد السلامي
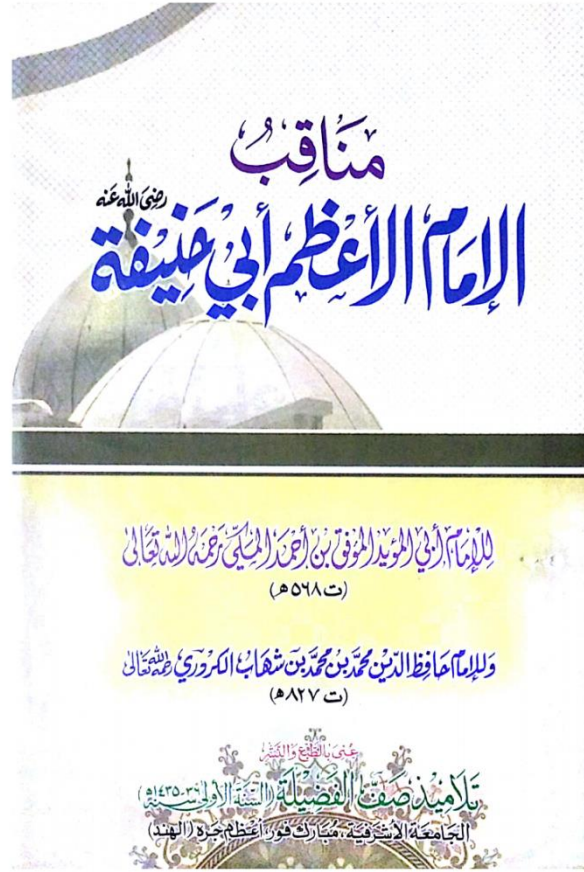
جب کہ معتزلہ کا مشہور عقیدہ ہے کہ قرآن مخلوق ہے۔

لہذا اگر امام موفق المکیؒ سچ میں معتزلی ہوتے، تو وہ خلق قرآن میں اپنے ہی فرقے سے اختلاف کیوں کرتے؟ بالفاظ زبیر علی زئی صاحب کے **"کوئی معتزلی ہو اور قرآن کو مخلوق نہ مانے، ایسا شخص آپ پوری دنیا میں کہیں نہیں ملے گا، چاہے چراغ کے بجائے آفتاب کے ذریعے سے ہی تلاش کیا جائے۔"**

الغرض زبیر علی زئی صاحب کا موفقؒ کو معتزلی کہنا تحقیق کی رو سے بھی باطل و مردود ہے۔

اعتراض نمبر ۲:

زئی صاحب لکھتے ہیں کہ: حافظ ابن تیمیہؒ نے فرمایا کہ وہ علماء حدیث میں نہیں اور نہ اس فن میں ان کی طرف کبھی رجوع کیا جاتا ہے۔ حافظ ذہبیؒ نے فرمایا: ان کی کتاب فضائل علی میں نے دیکھی ہے، اس میں انتہائی کمزور روایتیں بہت زیادہ ہیں۔

لہذا ایسے شخص کو (معتزلی کو) علامہ، ادیب، فصیح اور مفوہ کہہ دینے سے توثیق ثابت نہیں ہوتی۔ مختصراً عرض ہے کہ موفق بن احمد معتزلی اور رافضی ہونے کی وجہ سے مجروح ہے، لہذا اس کی ساری کتاب نا قابل اعتماد ہے۔**(مقالات ج:۴ص:۳۲۳،۳۲۲)**

الجواب:

اول یہ کہ زبیر علی صاحب کے اصول کے مطابق جمہور کی توثیق کی وجہ سے وہ صدوق اور حسن الحدیث ہیں، جیسا کہ تحقیق پہلے گزر چکی۔

دوم یہ کہ جب راوی جمہور کے نزدیک صدوق اور حسن الحدیث ہو تو اس کا قدری، معتزلی ہونے سے روایت کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

سوم امام موفق بن احمد المکیؒ کو معتزلی کہنا بھی مردود ہے، جیسا کہ تفصیل اوپر گزر چکی۔

چہارم حافظ ابن تیمیہؒ کے الفاظ میں کوئی جرح نہیں ہے۔ کیونکہ کسی راوی کا حدیث کا باقاعدہ ماہر نہ ہونا یا حدیث کے فن سے ناآشنا رہنے سے اس کا صدوق اور ثقہ نہ ہونا لازم نہیں آتا۔

مثلاً حماد بن دلیل المدنیؒ **(م ۱۸۱ھ)** کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کہتے ہیں کہ وہ صاحب حدیث نہیں ہے، مگر پھر بھی امام احمد بن حنبلؒ نے ان سے روایت لی ہے۔**(تہذیب الکمال ج:۸ص:۲۸۸)** اور غیر مقلدین کے نزدیک امام احمدؒ صرف ثقہ سے ہی روایت کرتے ہیں۔**(انوار البدر ص:۱۸۲)**

اور پھر حدیث کے صحیح ہونے کے شرائط میں راوی کے عادل اور اسکے روایت کو محفوظ رکھنے کے وصف کا تو ذکر ہے لیکن صاحب حدیث کا وہاں بھی کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ لہذا اصول کی رو سے یہ الفاظ جرح ہی نہیں ہیں۔

اور یہ بھی ذہن میں رہے کہ حافظ ابن تیمیہؒ **(م ۷۲۸ھ)** متشدد بھی ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ کا کہنا ہے۔ **(لسان المیزان ج:۶ص:۳۱۹)** شیخ محمد رواس قلعجیؒ نے بھی ابن تیمیہ کو متشدد تسلیم کیا ہے۔**(موسوعات فقہی لابن تیمیہ ج:۱ص:۲۲)**

نیز امام موفق بن احمدؒ کی کتاب **"مناقب علی"** میں **موجود روایات کا رد** کرتے ہوئے ابن تیمیہؒ نے یہ بات "کہ وہ (موفقؒ) علماء حدیث میں نہیں اور اس فن میں ان کی طرف کبھی رجوع کیا جاتا ہے" کہی ہے۔ حالانکہ اس کتاب میں جو ضعیف اور من گھڑت روایتیں موجود ہیں، اس کے ذمہ دار موفق بن احمدؒ نہیں، بلکہ اوپر کے راوی ہیں۔(دیکھئے **پنجم**)

پھر ان سب کے باوجود، مناقب امام ابو حنیفہ للموفق بن احمد المکی کو ہی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام موفق بن احمد المکیؒ کو حدیث اور روات کے بارے میں کافی علم تھا، لہذا ابن تیمیہؒ کا انہیں علماء حدیث میں شمار نہ کرنا، ان کا تشدد ہے جو کہ مقبول نہیں۔

الغرض ان سب لحاظ سے ابن تیمیہ کی نہ بات صحیح ہے اور نہ ہی انکی بات میں کوئی جرح ہے۔

پنجم امام ذہبیؒ کے الفاظ سے امام موفق بن احمدؒ کی تضعیف ثابت نہیں ہوتی۔

کیونکہ خود زبیر علی صاحب اپنے من پسند راوی کے بارے میں کہتے ہیں کہ "کسی محدث کا بے اصل روایت بیان کرنا، اس محدث کے مجروح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

ابن ماجہؒ، خطیب بغدادیؒ، ابو نعیم اصبہانیؒ وغیرہ نے متابعات بے اصل بلکہ موضوع روایات بیان کی ہیں۔ ان روایات میں جرح دوسرے راویوں پر ہوتی ہے نہ کہ ان محدثین پر۔ لہذا نعیم کی بیان کردہ بے اصل روایات کے بے اصل ہونے کی وجہ اوپر کے راوی ہیں نہ کہ نعیم۔"

(مقالات ج:۱ص:۴۵۲) اسکین ملاحظہ فرمائے

452 مقالات

بعض اس پر جرح کرتے ہیں اور جمہور توثیق کرتے ہیں۔ جارحین میں سے بعض سے جرح کا ثبوت ہی محلِ نظر ہے اور معدلین میں سے بعض نے تعدیلِ مفسر کر رکھی ہے۔

جارحین اور ان کی جروح کا جائزہ

☆ امام ابوداود: آجری نے ابوداود سے نقل کیا ہے کہ نعیم نے بیس کے قریب ایسی مرفوع احادیث بیان کی ہیں جن کی کوئی اصل نہیں ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۴۱۱ ج ۱۰)

اس جرح کا ناقل ابوعبید آجری بلحاظ عدالت وثقاہت نامعلوم ہے۔ سوالات کے محقق محمد علی قاسم العمری نے شدید افسوس کے ساتھ اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ انہیں ابوعبید الآجری کا ترجمہ یعنی حالات نہیں ملے۔ (ص ۳۸)

اگر بفرضِ محال یہ جرح ثابت بھی ہو تو نعیم کو بری الذمہ قرار دینا آسان ہے کیونکہ کسی محدث کا بے اصل روایات بیان کرنا اس محدث کے مجروح ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ ابن ماجہ، خطیب بغدادی، ابونعیم اصبہانی وغیرہم نے متعدد بے اصل بلکہ موضوع روایات بیان کی ہیں۔ ان روایات میں جرح دوسرے راویوں پر ہوتی ہے نہ کہ ان محدثین پر لہذا نعیم کی بیان کردہ بے اصل روایات کے بے اصل ہونے کی وجہ اوپر کے راوی ہیں نہ کہ نعیم۔

فلیتنبه فإنه مهم

☆ یحییٰ بن معین: بکر بن سہل (ضعیف) نے عبدالخالق بن منصور (نامعلوم؟) سے نقل کیا ہے کہ امام ابن معین رحمہ اللہ نعیم مذکور پر جرح کرتے تھے۔ (تاریخ بغداد ج ۱۳ ص ۳۱۱ ملخصاً)

اس روایت کا سقوط ظاہر ہے اور امام ابن معین سے یہ ثابت ہے کہ وہ نعیم کی توثیق کرتے تھے۔ جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔ ان شاء اللہ

☆ نامعلوم جارح: دولابی نے کسی "غیر" (نامعلوم) شخص سے نقل کیا: "كان يضع الحديث في تقوية السنّة وحكايات عن العلماء فى ثلب أبي حنيفة مزورة كذب"

وہ (نعیم بن حماد) سنت کی تقویت میں احادیث گھڑتا تھا اور مثالب ابی حنیفہ میں علماء سے

افسوس زبیر صاحب! یہ اصول اپنے راوی کے بارے میں تو یاد رہا، لیکن موفق بن احمدؒ کے بارے میں یہ اصول بھول گئے، کہ ان کی کتاب کے بارے میں حافظ ذہبیؒ نے کہا کہ میں نے اس میں انتہائی کمزور روایتیں زیادہ دیکھیں۔ اس کے ذمہ دار بھی امام موفق بن احمدؒ نہیں بلکہ اوپر کے راوی ہیں۔

نیز حافظ ذہبیؒ نے اسی کتاب **"مناقب علی"** سے ایک روایت کو موضوع قرار دیتے ہوئے، سند کے ایک راوی حسین بن غفیر المصری العطاری پر جرح کی ہے نہ کہ موفق بن احمدؒ پر۔ **(میزان الاعتدال ج:۱ص:۵۱۷)**

اسکین:

میزان الاعتدال
فی نقد الرجال

تألیف
أبی عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبی
المتوفى سنة ٧٤٨ هجرية

تحقيق
علي محمد البجاوي

المجلد الاول

دار المعرفة
بيروت - لبنان
ص.ب : ٧٨٧٦

— ٥١٧ —

وقال الخطيب: أقرأ بما خرق به الإجماع فاستُتيب .

قلت : وقرأ عليه بالروايات ابن بدران الحلوانى .

مات سنة ثمان وخمسين وأربعمائة .

١٩٢٧ — الحسن بن غُفَير المصرى العطار . عن يوسف بن عدى وغيره .

قال أبو سعيد بن يونس : كذّاب يضَعُ الحديث .

قلت : لقد نقمت على ابن عدى وتألمت منه لروايته عنه فيما نقله حمزة السهمى ، عن ابن عدى ، عن الحسن بن غُفَير ، حدثنا يوسف بن عدى ، حدثنا جَرير بن عبد الحميد، حدثنى الأعمش ، قال : بينا أنا نائم إذ انتبهت بالحرس من جهة المنصور ، فذكر قصة طويلة ثقيلة ركيكة باطلة من وَضْع جهلة القصاص قد اختلقها هذا المدبر نحو سبع ورقات سردها أخطب خوارزم الموفق بن أحمد الخوارزمى فى كتاب « مناقب على » ؛ فقال : أخبرنا برهان الدين على بن الحسين الغزنوى ببغداد ، أخبرنا إسماعيل ابن السمرقندى ، أخبرنا إسماعيل بن مسعدة ، أخبرنا حمزة بن يوسف الحافظ ، وقيل: اسمه الحسين واسم أبيه عبد الغفار وسُماد[1] .

١٩٢٨ — الحسن بن أبى الفرات . وقيل: ابن أبى الجعد اليربُوعى . يروى عن الحسن . مجهول .

١٩٢٩ — الحسن بن الفضل بن السمح ، أبو على الزعفرانى البُوصَرانى . عن مسلم ابن إبراهيم . وعنه ابن صاعد .

وقال أبو الحسَين بن المنادى: أكْثَر الناسُ عنه ثم انكشف فتركوه وخرقوا حديثَه.

١٩٣٠ — الحسن بن الفضل بن عَمْرو . روى عنه ابن إسحاق . مجهول .

١٩٣١ — الحسَن بن فَهْد بن حماد . شيخ لأبى على بن الصواف . لا يُعْرَف. وأتى بخبر باطل رواه عن يحيى بن عثمان الحربى .

(١) ل : نقلت هذا الكلام من قوله : «قلت : لقد نقمت» إلى هنا من خط المؤلف من غير أصله الذى بخطه ». وهو فى س ، خ .

ثابت ہوا کہ ان کی کتاب میں کمزور روایتوں کے ذمہ دار اوپر کے راوی ہیں، نہ کہ موفق بن احمدؒ۔

لہٰذا زبیر صاحب کے اصول سے ہی ان کا اعتراض باطل و مردود ہے۔ اور امام موفق بن احمدؒ (م ۵۶۸ھ) صدوق اور حسن الحدیث ہیں، واللہ اعلم